© rasailojaraid.com

حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی یادِ رفتگان

نمونۂ سلف: حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی

دین اسلام کی تعلیمات کو فروغ دینے کے لئے دعوت وتبلیغ کا کام جس قدر ضروری تھا، آج اُمتِ مسلمہ اس قدر ہی اسے آگے پھیلانے میں سستی سے کام لے رہی ہے۔ انبیاے کرامؑ کے دعوتی مشن کو فروغ دینے کے لئے ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے خوش نصیب بندے پیدا ہوئے جنھوں نے معاشرے کی اصلاح، شرک وکفر کے ردّ، ظلم وناانصافی، قتل وغارت گری، فحاشی وعریانی کے خاتمے اور تعلق باللہ میں رسوخ وپختگی کے لئے اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کو فروغ دینے میں اپنی پوری زندگی وقف کردی۔

ایسے خوش نصیب حضرات میں ہمارے ممدوح متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان کے امیر اور ادارۃ الاصلاح البدر، بونگہ بلوچاں نزد پھولنگر ضلع قصور کے بانی، ولی ٔ کامل نمونۂ سلف حضرت حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ کا شمار بھی ہوتا ہے۔ آپ نے دنیا ومافیہا سے بے نیاز ہو کر اپنی زندگی کو اُمتِ مسلمہ کی اصلاح وتربیت کے لئے وقف کررکھا تھا۔ آپ کی شخصیت غیر متنازع اور ہر طبقے اور ہر فرد کے لئے قابل احترام تھی۔ آپ کو جس نے ایک بار دیکھا، وہ آپ کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوا۔ آپ کی آواز میں اللہ تعالیٰ نے ایسی حلاوت، گفتگو میں متانت اور اس قدر شرینی رکھی تھی، خصوصاً جب آپ اپنے مخصوص انداز میں قرآنِ مجید کی تلاوت فرماتے تو سخت سے سخت دل میں نرمی پیدا ہو جاتی تھی۔ آپ کی شخصیت نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کی آئینہ دار تھی۔ کسی کو کافر کہنا، کسی کو منافق قرار دینا، کسی کو بے دینی کی حدوں میں داخل کردینا یا کسی پر شرک کا فتویٰ لگانا ان کا شیوہ نہیں تھا۔ حتیٰ کہ آپ کسی کے بارے میں غیبت اور ناشائستہ گفتگو سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

خاندانی پس منظر

آپ کا تعلق راجپوت برادری سے تھا۔آپ کا خاندان عرصۂ دراز سے ضلع قصور کے گاؤں میر محمد میں آباد ہے۔گردونواح کے تقریباً تمام دیہات میں ان کے خاندان کا ہراعتبار سے احترام موجود ہے۔ دیانت داری، تقویٰ،سنت ِرسول کی محبت، شرم وحیا،خیرخواہی، قرآن و حدیث کی تدریس جیسی خوبیوں سے اللہ تعالیٰ نے خاندانِ میر محمد کونواز رکھا ہے۔آپ کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ محمد عظیم کے بارے میں 'تذکرۃ الا برار' از ڈاکٹر عبدالغفور راشد کی کتاب سے چند باتیں ملاحظہ فرمائیں:

"حافظ محمد عظیم انتہائی متقی اور پرہیز گار شخص تھے۔ایامِ طفولیت سے ان کا رجحان ومیلان عجز وانکساری اور صالحیت اور اِتقا کی طرف ہوگیا جوتادمِ آخر قائم ودائم رہا بلکہ عرفان وسلوک میں اُنہوں نے ممتاز مقام حاصل کیا اور اسی عزت وتکریم کے ساتھ زندگی کے شب وروز بسر کردیئے۔ان کا آبائی تعلق بھوجیان (بھارت) کے مردم خیز قصبے سے تھا، جہاں علم وعرفان کی ایسی قندیلیں اور شمعیں روشن ہوئیں جنھوں نے سرزمین ہند ہی نہیں بلکہ بیرونِ ہند بھی تاریک وادیوں کو روشن کیا۔ حافظ محمد عظیم کا تعلق ایسے خانوادہ سے تھا جس کا رجحان اکثر وبیشتر جدال وخصام کی طرف رہا ہے لیکن ان کی بلند بختی کہ ان کے خاندان میں ان کے بڑے بھائی بلند خاں اور چچا مستقیم خاں نے، مولانا فیض اللہ خاں جو افغانستان سے بھوجیان (بھارت) آئے تھے، یعنی حضرت یحییٰ عزیز کے نانا جان، ان کے ذریعے کتاب وسنت کا مسلک اختیار کیا جس کی بنا پر ان کے گھروں میں مروّجہ جاہلانہ طرزِ زندگی کی بجائے اُن اطوار کو اختیار کرلیا گیا تھا جن کا تقاضا کتاب وسنت نے کیا ہے۔حافظ میر محمدی نے حفظ قرآن کے بعد اخذِ علم کے لیے مدرسہ محمدیہ، لکھو کے اور مدرسۂ غزنویہ، امرتسر میں قیام کیا لیکن ان کا قلبی اور طبعی رجحان عرفان وسلوک کی طرف تھا۔ لہٰذا وہ مروّجہ علومِ دینیہ میں کوئی زیادہ استفادہ نہیں کرسکے۔ اپنی تشنگی کی سیرابی کے لئے وہ زیادہ عرصہ سید محبوب علی شاہ لکھوی اور مولانا صوفی کمال الدین ڈوگر کی خدمت میں رہے۔ یہی وجہ تھی کہ ان دو شخصیات کی صحبتوں کا رنگ ان کی قبائے حیات پر غالب رہا۔ ان کے زہدو وَرع اور سلوک وعرفان کے بارے میں لوگوں نے کافی حکایات وروایات بیان کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔

اس سلسلہ میں مولانا عبدالعظیم انصاریؒ کی تحریر 'تذکرہ علماے بھوجیاں' سے استفادہ کیا گیا

© rasailojaraid.com

ہے اور انہی کے ذرائع روایت پر ایقان واعتماد کیا گیا ہے۔ حافظ محمد عظیم کی اولاد واحفاد اور دیگر احباب واصحاب کے ہاں کئی ایسے واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ انتہائی متوکل علی اللہ اور مطمئن بذکراللہ شخص تھے۔ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیوی رغبتوں اور لذتوں سے ناآشنا تھے۔ اُنہیں بیٹھتے اُٹھتے اور چلتے پھرتے ہوئے بس ایک ہی فکر دامن گیر رہتی کہ ہمارا ربِّ کریم ہم پر راضی ہو جائے اور ہماری اُخروی زندگی بہتر ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کا بھی وعدہ ہے کہ جو بندہ اللہ کا ہوجائے، اللہ تعالیٰ اس کا ہوجاتا ہے اور پھر اس کی تمام ضروریات واحتیاجات کا خود خیال رکھتا ہے۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ مرحوم حافظ محمد صاحب آیت الکرسی پڑھ کر بغیر محافظ کے کھیتوں میں مویشی چھوڑ آتے، ان کے مویشی محفوظ رہتے اور کبھی نقصان نہ ہوتا، حالانکہ ابتدا سے ہی میر محمد اور ستوکی کے علاقے میں جرائم پیشہ افراد کی کثرت رہی ہے اور قتل وغارت گری ان لوگوں کا روزمرہ معمول ہے۔

حافظ محمد کے علاوہ بھی اس خاندان کے کئی افراد تقویٰ وصالحیت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ ان کے بھائی حافظ دوست محمد بھی بڑے خدا ترس بزرگ تھے۔ان کے شب وروز عبادتِ الٰہی میں بسر ہوتے۔ بڑے قانع ومطمئن اور صبر ورضا کے پیکر، عجز وانکساری کا نمونہ اور خشیتِ الٰہی میں محو رہنے والے شخص تھے۔نرم رو اور نرم خو اتنے کہ کسی انسان سے اُلجھنا اور جدال وخصام تو دور کی بات ہے، وہ جانور کو بھی نہیں مارتے تھے۔ کاشتکاری کے دوران جب ہل چلاتے تو بیلوں کو چھڑی سے نہیں بلکہ کپڑے سے ہانکتے تھے۔خصائل حمیدہ سے متصف اس عظیم انسان کا ۱۹۴۰ء میں ارتحال ہوا اور اُنہیں میر محمد وستوکی کے درمیان سپردِ خاک کیا گیا۔

حافظ محمد کی اولاد میں دو بیٹے ہوئے: بڑے مولوی محمد یعقوب اور چھوٹے حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی۔ مولوی محمد یعقوب کچھ عرصہ دہلی میں حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کے قائم کردہ مدرسہ میں زیر تعلیم رہے لیکن وہاں کا نصاب مکمل نہ کرسکے، پھر گاؤں آکر کاشت کاری میں مصروف ہوگئے۔ان دونوں بھائیوں پر نیکی اور تقویٰ شعاری میں بلاشبہ الولد سرّ لأبیه کی مثال صادق آتی ہے لیکن قد وقامت میں باپ کے ہم پلہ نہیں تھے۔ مولوی محمد یعقوب نے ۱۱؍جنوری ۲۰۰۳ء کو اپنے گاؤں میر محمد میں وفات پائی۔آپ کی اولادِ میں حافظ محمد طارق، محمد اسحٰق اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

قارئین کرام! یہاں میں حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ کے دیگر حالاتِ زندگی سے قبل ان انٹرویوز کے بعض حصے پیش کرتا ہوں جو میں نے اُن سے اپنے غریب خانے میں ۲۰۰۴ء سے ۲۰۰۶ء کے دوران ریکارڈ کیے:

سوال: آپ اپنا نام، والدِ گرامی اور دادا جان کا نام بتائیے؟

جواب: محمد یحییٰ عزیز میر محمدی بن حافظ محمد عظیم بن نواب خان بن روشن دین

سوال: آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: ۴ شوال ۱۳۴۵ھ بمطابق ۱۲؍دسمبر ۱۹۲۷ء کو ضلع لاہور، حال قصور کے معروف گاؤں میر محمد میں پیدا ہوا۔

سوال: جب آپ کی شادی ہوئی تو اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟

جواب: عمر تقریباً ۲۵ برس ہوگی ، میرے چچا حافظ دوست محمد میرے سسر ہیں۔

سوال: آپ کو دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق کیسے پیدا ہوا؟

جواب: والدین کی شرافت اور نیکی کے اثرات نے میری تربیت میں کافی مدد دی۔ بچپن ہی سے مجھے نیک کام کرنے اور بھلائی والے اعمال میں حصہ لینے کا شوق اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے ملا، گھر میں ہی رہتے ہوئے قرآنِ مجید کی تعلیم کا آغاز اپنے چچا حافظ دوست محمد سے کیا۔

سوال: کن کن مدارس میں زیر تعلیم رہے اور بالآخر کس مدرسہ سے فارغ التحصیل ہوئے؟

جواب: ابتدائی تعلیم میر محمد میں قائم مدرسہ میں حاصل کی، یہاں حفظِ قرآن اور مشکوٰۃ شریف کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد امرتسر چلا گیا اور مدرسہ غزنویہ امرتسر میں زیر تعلیم ہی تھا کہ پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔ تقسیم ہند کے بعد کچھ عرصہ یہ سلسلہ رک گیا تھا۔ بعدازاں پاکستان آکر اپنے نانا جی کے شاگردِ خاص مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ جو گوندلانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں تدریس پر مامور تھے، ان سے کچھ عرصہ اکتسابِ فیض کیا۔ پھر شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلویؒ جو اس وقت ٹاہلی والی مسجد، گوجرانوالہ میں پڑھاتے تھے، ان کے حلقۂ تدریس میں شامل ہوکر بخاری شریف ودیگر کتب پڑھ کر فارغ التحصیل ہوا۔

سوال: دینی مدارس میں دورانِ تعلیم جن اساتذہ وعلما سے استفادہ کیا، ان کے اسمائے گرامی؟

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

جواب: مذکورہ بالا اساتذہ کے علاوہ حافظ دوست محمدؒ، حافظ محمد بھٹویؒ، مولانا نیک محمدؒ، مولانا عبداللہ بھوجیانیؒ، مولانا عبدالرحیم بھوجیانیؒ اور مولانا محمد حسین ہزارویؒ شامل ہیں۔

سوال: دینی طلباء زیادہ مدارس کیوں تبدیل کرتے ہیں؟

جواب: اس کی میری نظر میں دو وجوہ ہیں: ایک تو ایسے طلبا جو زیادہ محنت کرنا پسند نہیں کرتے، اور دوسری وجہ: کسی لالچ کی خاطر

سوال: آپ کتنے بہن بھائی ہیں؟

جواب: تین بہنیں اور ایک بھائی (اب صرف ہم شیرگان ہی حیات ہیں)

سوال: آپکے رفقاے مدارس میں سے ایسے افراد جو اس وقت دین حنیف کی تبلیغ پر مامور ہیں؟

جواب: شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف مہتمم دار الحدیث راجووال اوکاڑہ، مولانا ابوبکر صدیق سلفی صدر مدرّس مسجد نجم اہلحدیث لاہور، جبکہ حافظ بشیر احمد بھوجیانیؒ اور مولانا محمد یحییٰ شرقپوریؒ و دیگر وفات پا چکے ہیں۔

سوال: زندگی کا کوئی ایسا واقعہ جو یاد رہتا ہو؟

جواب: بچپن میں ایک دفعہ سکول سے گھر آ رہا تھا کہ ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جس نے بھاری گٹھڑی اُٹھائی ہوئی تھی۔ ضعیف العمری کی وجہ سے بڑی مشکل سے چل رہی تھی۔ تقریباً چار میل کے فاصلے پر میرا اسکول تھا جو میرے گھر سے دور تھا، میرے پوچھنے پر اس بوڑھی خاتون نے بتایا کہ میں نے گاؤں میر محمد جانا ہے۔ میں نے اس کا بوجھ اُٹھایا اور اس کے گھر تک پہنچایا۔اس وقت بوڑھی عورت نے مجھے دعائیں دیں تو میں حیران رہ گیا کیونکہ میری نظر میں وہ اتنا بڑا کارنامہ نہیں تھا جس کی مجھے اتنی زیادہ دعائیں مل گئیں۔ اس وقت سے میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ خدمتِ خلق اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے، اس لئے ہر دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ علماے کرام کو میرا مشورہ ہے کہ وہ دعوت وتبلیغ کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق میں بھی حصہ لیا کریں، کیونکہ ان کی تبلیغ بھی اُس وقت مؤثر ہوگی جب وہ ایک غریب و بے کس شخص کے ساتھ ہمدردی کریں گے، ورنہ ایسے افراد یہ سوچتے ہیں کہ یہ کیسے دعوت دینے والے علما ہیں جنہیں ہمارے دکھ وغم کا احساس ہی نہیں۔

سوال: آپ اس سے قبل کن مقامات پر امامت وخطابت کی ذمہ داری ادا کر چکے ہیں؟

© rasailojaraid.com

جواب: اپنے والدِ گرامی کے جاری کردہ مدرسہ حفظ القرآن میر محمد، مدرسہ ضیاء السنہ راجہ جنگ قصور اور ۱۹۷۳ء سے لے کر اب تک مرکز البدر، ادارہ الاصلاح بونگہ بلوچاں ضلع قصور میں دعوت وتبلیغ کے ذریعے دین حنیف کی اشاعت وترویج میں مصروفِ کار ہوں۔

سوال: قرآنِ مجید اور صحاحِ ستہ کے علاوہ کونسی کتب پسندیدہ ہیں؟

جواب: قرآنِ پاک پر ہر تفسیر، سیرتِ مصطفیٰ ﷺ، نیز امام ابن تیمیہؒ، امام ابن قیمؒ اور حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کی کتب وغیرہ۔

سوال: پاکستان سے فرقہ واریت کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟

جواب: اگر یہ فریضہ حکومتِ پاکستان سرانجام دے تو بہت جلد اثر انداز ہوگا یا اُمتِ مسلمہ کے علماء آپس میں اگر یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم نے عوام الناس کو کم از کم قرآن پاک کا مکمل ترجمہ اور حدیث شریف کی کوئی نہ کوئی کتاب لازماً پڑھانا ہے تو پھر اس کے نتائج دیکھیں، کیسے آتے ہیں۔ علماء زیادہ زور اپنے مسائل پر دینے کی بجائے قرآن وحدیث کی براہِ راست تعلیم پر توجہ دیں، اس طریقہ سے کافی حد تک فرقہ واریت ختم ہوجائے گی۔ ان شاء اللہ!

سوال: آپ اپنے دور کے جن علماء وشیوخ سے بے حد متاثر ہیں؟

جواب: شیخ الحدیث مولانا نیک محمدؒ، مولانا محمد عبداللہ بھوجیانیؒ اور شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلویؒ

سوال: آپ کی کوئی تصنیف؟

جواب: دعوت وتبلیغ کی مصروفیات کی بنا پر اس سلسلہ میں کوئی خاص کام نہیں ہوسکا، البتہ چند تحریریں درج ذیل ہیں جو کتابچوں کی شکل میں شائع ہوئیں:

۱۔ تبلیغ وتربیت کے پانچ اُصول　　۲۔ تجوید کی پہلی آسان کتاب　　۳۔ آسان قاعدہ وغیرہ

علاوہ ازیں قرآنِ کریم کی تلاوت، ترجمہ اور تفسیر ۴۵ کیسٹوں میں ریکارڈ ہونے کے بعد بڑے پیمانے پر پھیلایا گیا ہے۔

سوال: بدلتے ہوئے عالمی تناظر کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ جب کسی قوم پر زوال آتا ہے تو اس وقت بعض لوگ دین کو قائم رکھنے کے لئے خصوصی محنت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں پر رحم آتا ہے کیوں کہ ایسے افراد میں اخلاص زیادہ ہوجاتا ہے۔ ایسے لوگ جب قربانی دیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس دور کو

© rasailojaraid.com

بدلتے ہیں۔ موجودہ دور عارضی ہے جو اُمتِ مسلمہ کی قیادت کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ یہ منظر بہت جلد بدلنے والا ہے۔

سوال: آپکی پوری زندگی دین کی تبلیغ میں گزری ہے۔تبلیغ کے لئے کیسی مہارت ضروری ہے؟

جواب: ارشادِ ربانی ہے: اُدع الی سبیل ربك بالحكمة بعض دفعہ ایک کم علم بھی حکمت کے ساتھ بات کرتا ہے تو لوگوں کو متاثر کر دیتا ہے۔بعض دفعہ ایک بڑا عالم دین حکمت کو نظر انداز کرتا ہے اور موقع کے مطابق بات نہیں کرتا تو اُس کی بات کا اثر نہیں ہوتا، لہٰذا تبلیغ کے لئے علم سے زیادہ ضروری چیز حکمت ہے۔تبلیغ دین کے لئے انسانی نفسیات کا ادراک بہت ضروری ہے۔ داعی کے اوصاف میں علم کے ساتھ حکمت اور باعمل ہونا اشد ضروری ہے۔

سوال: پاکستان میں آج تک نفاذِ اسلام کیوں نہیں ہوسکا؟

جواب: اس کی دو بڑی وجوہ ہیں۔ ہر صاحبِ اقتدار پارٹی کی تمام تر توجہ اپنے مخالف فریق تک ہی محدوود رہتی ہے اور اس کے لئے خلوصِ دل سے کسی نے توجہ ہی نہیں دی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ خود اہل اسلام آپس میں گروہ بندی کا شکار ہیں۔

سوال: عالم اسلام کے خلاف امریکہ کی بڑھتی ہوئی کاروائیوں کے جواب میں ہمارا کیا کردار ہونا چاہیے؟

جواب: بے اتفاقی سے مسلم ممالک نے اپنا بہت نقصان کروالیا ہے۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ آپس کے تمام اختلافات کو بھلا کر اسلام اور اُمتِ مسلمہ کی بھلائی کے لئے متحد ہوکر عالم کفر کے خلاف مشترکہ لائحہ عمل طے کر کے عالم اسلام کے رہنما اُٹھ کھڑے ہوں تو دنیا کی کوئی باطل طاقت ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

سوال: موجودہ سیاست سے اہل حدیث حضرات کو الگ تھلگ ہونا چاہیے یا آوازِ حق بلند کرنے کے لئے اس سے تعلق رکھنا چاہیے؟

جواب: تعلق رکھنا تو سیاسی ضرورت بن چکا ہے۔ البتہ تمام دعوتی، تبلیغی اور اصلاحی اُمور کو پس پشت ڈال کر تمام کوششیں اس پر صرف کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس سے قبل ہمیں اپنی صفوں میں اتحاد کی بھی اشد ضرورت ہے۔

© rasailojaraid.com

سوال: مسئلہ کشمیر کا حل کیسے ممکن ہے؟

جواب: حکومتِ پاکستان کا فرض بنتا ہے کہ اس مسئلہ کو سیاسی طور پر حل کرنے کے لئے عالمی سطح پر اسے اُٹھائے اور عالمی برادری کی معاونت حاصل کر کے اس کا حل تلاش کرے تا کہ مظلوم کشمیری عوام کو آزادی مل سکے، جنگ وجدل کی موجودہ صورتحال بالکل درست نہیں۔

سوال: موجودہ لوگوں کی دین سے دوری کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

جواب: دنیاوی آسائش وآرائش کے حصول کے لئے مال کی بے جاحرص نے صالح اعمال اور آخرت کی تیاری کو بالکل بھلا دیا جو کہ مجرمانہ غفلت ہے۔

سوال: تمام اہلحدیث جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کے لئے کوئی تجویز؟

جواب: اس سلسلہ میں دو تجاویز ہیں: تمام جماعتوں کے اراکین مجلس شوریٰ ایک مشترکہ اجلاس منعقد کر کے جسے منتخب کریں، سبھی حضرات اسے اپنا امیر تسلیم کرلیں۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ کم از کم ہر جگہ کوئی تبلیغی واصلاحی جلسہ وغیرہ کا انعقاد ہو تو اس میں تمام جماعتوں کے اکابرین کو مدعو کیا جائے، اس طرح بھی سب ایک دوسرے کے قریب آسکتے ہیں۔

سوال: علماء کے ساتھ جو عوام کا رویہ ہے، کیا آپ اس سے مطمئن ہیں؟

جواب: اپنے علما کی قدر اگر اُنہوں نے نہ کی جس طرح کرنے کا حق ہے تو پھر اور کون کرے گا، موجودہ رویہ قطعی درست نہیں۔

سوال: دین کے موجودہ طالبِ علم مطالعہ سے بہت کتراتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ درسِ نظامی کا نصاب پڑھ لیا، کافی ہے۔ کیا یہ طرزِ عمل درست ہے؟

جواب: مطالعہ سے علم میں اضافہ ہوتا ہے، بغیر مطالعہ کے انسان اپنا وقار گم کر بیٹھتا ہے جس قدر انسان کے پاس ذخیرۂ قرآن وحدیث ہوگا، اس قدر وہ عالم باعمل اور اس کا خطاب اثر انداز ہوگا۔

سوال: کیا عالمی دباؤ میں آکر ہمیں اسرائیل کو تسلیم کر لینا چاہیے؟

جواب: یہ امریکی سازش ہے۔ اگر حکومت نے اسرائیل کو تسلیم کیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو کچھ اب تک اسرائیل نے مسلم ممالک کے خلاف کیا، وہ درست ہے۔ اس طرح ہم اپنا موقف چھوڑ کر اپنا وقار مزید خراب کریں گے۔

© rasailojaraid.com

سوال: آپ کو دعوتی میدان میں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے؟ اوراس راستے میں کون سی مشکلات کا سامنا ہے؟

جواب: الحمدللہ پورے پاکستان میں ہمارا کام جاری ہے۔ جماعتیں دور دراز علاقوں تک جاتی ہیں۔ پہاڑی علاقوں کا ہر سال ایک دورہ ہوتا ہے۔ مری، کالاباغ، ایبٹ آباد، نتھیا گلی، کوئٹہ اور اس کے مضافات میں بھی ہماری جماعتیں جاتی ہیں۔ ادھر بڑی تعداد میں ہمارے بھائی موجود ہیں۔ رہی بات اس مشن میں مشکلات کی وہ تو آپ کے علم میں ہے دنیا میں کوئی کام مشکل نہیں، بات صرف سمجھنے اور خلوص سے عمل پیرا ہونے کی ہے۔ ہم میں سے ہر شخص اپنی مجبوری اور خوشی وغمی کی خاطر سفر گوارا کرتا اور کاروبار بند کرلیتا ہے مگر دین کی تبلیغ کے سلسلہ میں یہ کام ہم گوارا نہیں کرتے۔ حالانکہ دعوت وتبلیغ وہ عظیم مشن ہے جس کی لئے اللہ کریم نے انبیاے کرام کو مبعوث فرمایا۔ اس دعوتی سلسلہ کوفروغ دینا ہر کلمہ گو کا فرض ہے۔

خطبات وتقاریر کی روشنی میں آپ کی بعض خصوصیات اور نظریات

① علماے کرام کی معاشی پریشانی کے خاتمے کیونکر: آپ اپنے اکثر دروس میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم اپنے ائمہ وخطبا کی جو خدمت کرتے ہیں، وہ مہنگائی کے اس دور میں بچوں کی تعلیم وتربیت اور دیگر ضروریاتِ زندگی کے لئے ناکافی ہے۔ اگر مسجد کا ہر نمازی اپنے دل میں تہیہ کرلے کہ جو چیز میں اپنے بچوں کے لئے لے جاؤں گا، اس میں سے کچھ حصہ اپنے خطیب کے گھر میں دینا ہے، تو آپ نے لازماً ہر روز کچھ نہ کچھ اپنے کھانے پکانے کا سامان لے جانا ہے۔ ایسی ضرورت خطیب وامام کو بھی ہر روز ہوتی ہے۔ جب ہم ان کی ضروریاتِ زندگی کا کما حقہ احساس یا ان کا اِزالہ نہیں کرتے تو وہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کچھ اور ذریعہ تلاش کرتا ہے۔ اس روزگار پر جو وقت صرف ہوتا ہے، اس قدر ہی دینی کام کا نقصان ہوتا ہے۔ جس طرح آپ اپنی صحت کا خیال کرتے ہیں، اس طرح اپنے عالم یا خطیب کے لئے اگر آپ مناسب غذا کا بندوبست کردیں گے تو اچھی خوراک سے علمی ودینی کام کرنے میں سہولت ہوگی۔

② فضول خرچی سے اجتناب: وضو اور نہانے کے لئے آپ پانی اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کرتے۔ عام نمازیوں کی طرح پانی کا ضیاع آپ کو سخت ناپسند تھا۔ ایک واقعہ ملاحظہ ہو:

© rasailojaraid.com

سخت گرمی کے موسم میں چھانگا مانگا کے ضلعی امیر مولانا محمد شفیع اپنے دیگر رفقا کے ہمراہ آپ کے ہاں گئے تو آپ کمرے میں پنکھا بند کر کے ذکرِ الٰہی میں مصروف تھے۔ مہمانوں نے پوچھا: کیا بجلی نہیں ہے؟ فرمانے لگے: بجلی تو ہے، اگر آپ کو ضرورت ہے تو چلا لیں۔ مولانا صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے پنکھا چلا لیا۔ آپ سے ہم نے پوچھا: کیا آپ نے سخت گرمی کے موسم میں بھی پنکھا نہیں چلایا۔ فرمانے لگے: میں نے سوچا کہ مسجد کے اخراجات میں کچھ کمی واقع ہو جائے، میرے پنکھا نہ چلانے سے کچھ تو بجلی کے بل میں کمی واقع ہو گی۔

③ سخاوت: اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے آپ ہمیشہ صدقہ و خیرات کرتے رہتے۔ بیماری کے دنوں کا واقعہ ہے کہ کوئی ضرورت مند خاتون آپ کے پاس حاضر ہوئی اور اُس نے کچھ تعاون کی درخواست کی تو آپ نے موجود رقم اس سائلہ کو دے دی۔ آپ کے پاس ہی کھڑا آپ کا پوتا کہنے لگا: ابا جان! آپ نے ان کو کتنی رقم دینی تھی۔ آپ خاموش رہے، اُس نے پھر کہا: آپ پھر خاموش رہے۔ بچے نے جب تیسری بار کہا کہ ابا جان آپ نے جو رقم دی ہے، وہ تو بہت زیادہ ہے۔ آپ اُسے تھوڑی رقم دے دیتے، سائل تو آتے رہتے ہیں۔ جواب میں فرمانے لگے: بیٹا تجھے علم نہیں کہ اس بے چاری عورت کا اس رقم سے مہینے بھر کا خرچہ بھی پورا ہو گا یا نہیں؟ وہ رقم پانچ ہزار روپے تھی۔

④ تہجد کی پابندی: مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع قصور کے زیر اہتمام ۱۵/ نومبر ۲۰۰۸ء کو جناح ہال پتوکی میں حضرت حافظ صاحب کی دینی اور جماعتی خدماتِ جلیلہ کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے تعزیتی ریفرنس کا انعقاد ہوا۔ اس موقعہ پر آپ کے صاحبزادے حافظ محمد اسماعیل نے آپ کے حوالے سے سامعین کو یہ واقعہ سنایا کہ میری تربیت کے لئے والد محترم حضرت حافظ صاحب نے فرمایا کہ بیٹا میری عمر تقریباً آٹھ، دس سال ہو گی جب مجھے آپ کے دادا جان نے نمازِ تہجد پڑھنے کی ترغیب دی۔ میں نے اُس وقت سے تا حال نہ صرف اُس کی سعادت حاصل کی بلکہ اُسے قضا بھی نہیں ہونے دیا۔

⑤ خوراک کا کم استعمال اور انکساری: ایک شخص نے آپ کے سامنے یہ بات کہی کہ آپ کی خوراک کچھ بھی نہیں جبکہ حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی خوراک تو اس سے کافی زیادہ تھی۔ فرمانے لگے کہ اگر وہ اتنی خوراک کھاتے تھے تو جو اُنہوں نے دینی خدمات سرانجام دی ہیں،

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

میں اُن کا مقابلہ کہاں کرسکتا ہوں؟

⑥ وعدے کی پابندی: وعدے کی پابندی مؤمن کے اوصاف میں شامل ہے، مگر افسوس کہ وعدے کی پاسداری ہمارے معاشرے میں اس قدر نادر ہے کہ اچھے خاصے پڑھے لکھے اور دین دار لوگ بھی اپنے وعدوں کی پروا نہیں کرتے۔ مگر حافظ صاحب نے جس جگہ پہنچنے کا وعدہ کیا یا آپ سے جو لوگ تقاریر کے وعدے لے کر جاتے، وہ خود بھول جاتے مگر آپ حسبِ وعدہ دعوت وتبلیغ کے لئے پہنچ جاتے۔ ان کی ڈائری میں شاید ہی کوئی تاریخ خالی ملتی، سال بھر اور زندگی بھر ان کی یہی صورت رہی۔

⑦ شادی خانہ آبادی کے معاملے میں رہنمائی: ہمارے معاشرے میں مناسب رشتوں کا نہ ملنا اس دور کا سنگین مسئلہ بن چکا ہے۔ اس سلسلے میں آپ ہمیشہ تعاون پر آمادہ رہتے اور فریقین کی آسانی کے لئے مطلوبہ معلومات فراہم کرنے میں خصوصی مدد کیا کرتے۔ پھر ایسے شادی بیاہ میں شمولیت سے بھی گریز کرتے تھے تاکہ کل کوئی فریق کسی قسم کا اعتراض نہ کر سکے۔ ازدواجی معاملے طے کروانے کی وجہ یہ تھی کہ اچھے لوگوں کو اچھے رشتہ دار حاصل ہوجائیں اور کوئی شخص غلط لوگوں کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔

⑧ مرکز البدر میں ماہانہ جمعہ: ماہِ رمضان المبارک کا پورا مہینہ آپ مرکز ادارۃ الاصلاح بونگا بلوچاں میں قیام کرتے اور تمام خطباتِ جمعۃ المبارک کا فریضہ سرانجام دیتے جبکہ باقی گیارہ مہینوں میں صرف ہر چاند کا دوسرا خطبہ یہاں ارشاد فرماتے۔ باقی خطباتِ جمعہ مختلف مقامات پر جا کر دیتے جن کا لوگوں نے چھ ماہ قبل وعدہ لیا ہوتا تھا۔ ادھر مرکز ادارۃ الاصلاح میں مختلف علماے کرام کو پابند کر رکھا تھا جو ہر ماہ ایک خطبہ دیتے۔ ان میں راقم الحروف کے والد گرامی شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف ڈاہروی حفظہ اللہ بھی شامل ہیں۔ آپ نے بھی ایک عرصہ تک حافظ صاحب کی غیر موجودگی میں یہ فریضہ انجام دیا ہے۔

⑨ صفائی اور سادگی میں نمونہ: آپ کا لباس ہمیشہ معمولی قسم کا لیکن صاف ستھرا ہوتا۔ صفائی کا خاص خیال رکھتے، اسی طرح مرکز ادارۃ اصلاح کے باورچی خانے سمیت ہر جگہ کو خوب صاف رکھواتے، کسی جگہ کے بارے میں آپ کو کوتاہی کا علم ہوجاتا تو بغیر کسی حیل وحجت یہ فریضہ خود سرانجام دیتے۔ لوگوں نے اکثر دیکھا کہ مرکز الاصلاح کے غسل خانوں کو کئی دفعہ خود

© rasailojaraid.com

رات کو اُٹھ کر صاف کیا کرتے تھے۔ ان کی ساری زندگی سادگی، قناعت، شرافت، مروّت اور وضع داری میں گزری۔ اُنھیں دیکھنے سے اہل اللہ اور علماے سلف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ یہی وہ خوبی ہے جس کی بنا پر ہر فرد اُن کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ آپ نے ہمیشہ لوگوں کو نیکی اور تقویٰ کی تلقین کی۔ ان کی شخصیت میں عجیب جلال و جمال تھا۔ اُنھیں اپنے بلند منصب کا کبھی احساس نہیں ہوا تھا۔ اس لیے تو تکبر اور احساسِ برتری جیسی مہلک بیماریاں ان کے قریب بھی نہ پھٹک سکیں۔

⑩ تلامذہ: آپ کے تلامذہ کی تعداد تو ملک اور بیرونِ ملک تک پھیلی ہوئی ہے۔ چند معروف شخصیات میں حضرت حافظ محمد عبداللہ شیخوپوریؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحلیمؒ سابق صدر مدرّس جامعہ محمدیہ اوکاڑہ، مولانا قاری عبدالرحیم بونگا بلوچاں، قاری محمد یحییٰ مدرّس جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ، قاری محمد یوسف میر محمدی اور اُستاذ القراء قاری محمد صدیق الحسنؒ حبیب آبادی وغیرہ شامل ہیں۔

⑪ طب سے دلچسپی: ہمارے تقریباً تمام مدارس میں پہلے طب کی بھی کچھ نہ کچھ کتابیں دورانِ تعلیم طلبا کو پڑھائی جاتی تھیں یا پھر بعض اساتذہ کرام جن کو طب سے دلچسپی تھی، وہ اپنے تلامذہ کی بھی اس سلسلہ میں رہنمائی کر دیا کرتے تھے۔ دورانِ تعلیم آپ کے بعض اساتذہ نے اس علم کی طرف آپ کی بھی رہنمائی کی۔ اگرچہ آپ نے حکمت کا باقاعدہ پیشہ شروع نہیں کیا تاہم اپنے دروس میں گاہے بگاہے بعض نسخہ جات بتایا کرتے تھے، یا کوئی پوچھتا تب بھی بخل سے کام نہیں لیتے تھے۔ مجھے میرے دوست حکیم عبدالغفار قصوری نے دو نسخے حضرت حافظ کے حوالے سے ذکر کئے جو اُنہوں نے جامع مسجد منیرہ، قصور میں دورانِ درس عوام کو بتائے:

۱) پاگل کتے کے کاٹنے کا علاج: اگر ایسا کتا کسی شخص کو کاٹ لے تو اُس کے علاج کے لئے تخم دھتورہ سیاہ پیس کر خوراک تقریباً ۴ رتی صبح وشام ہمراہ دودھ لیا جائے۔

۲) برائے اسقاطِ حمل خواتین: اونٹ کے بال لے کر جلا لیں، اس کے برابر گیرو لے کر ملا لیں۔ جب دونوں کا سفوف بن جائے تو دوا تیار ہے۔

خوراک: ایک ماشہ صبح، دوپہر، شام کچی لسی کے ہمراہ اور دودھ دیں، اللہ شفا دے گا۔

© rasailojaraid.com

میرے مطب پر ۵ مئی ۲۰۰۳ء کو جب حافظ صاحب تشریف لائے تو میں نے ان دونوں نسخہ جات کے بارے میں آپ سے پوچھا تو آپ نے ان کی تصدیق فرمائی۔

⑫ بیرونِ ملک سفر: سعودی عرب میں بسلسلہ حج تین بار اور برطانیہ، متحدہ عرب امارات، دبئ اور کویت میں دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں آپ کو جانے کا اتفاق ہوا ہے۔

راقم نے اپنی بساط بھر آپ کی دینی، دعوتی اور جماعتی خدمات کی تھوڑی بہت وضاحت کی ہے۔ آپ کے چاہنے والوں کا وسیع حلقہ ملک اور بیرونِ ملک موجود ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ وہ بھی حافظ صاحب کے بارے میں اپنے اپنے انداز میں اپنی یادداشتوں کو مرتب کریں گے۔

⑬ آپ کی اولاد: آپ کی اولاد میں اکلوتا بیٹا صاحبزادہ حافظ مولانا محمد اسمٰعیل میر محمدی اور دو بیٹیاں شامل ہیں جبکہ آپ کے اکلوتے بیٹے کے ہاں ایک بیٹا محمد عظیم اور پانچ بیٹیاں ہیں۔

⑭ وفات اور نمازِ جنازہ: کچھ عرصہ سے آپ شوگر ودیگر امراض میں صاحبِ فراش تھے۔ علاج معالجہ سے صحت میں کبھی کچھ بہتری آجاتی۔ بالآخر ربِّ کریم کے اٹل فیصلے کی گھڑی یکم نومبر ۲۰۰۸ء کو بعد نمازِ عشاء آپہنچی جس کے آگے ہر شاہ وگدا کو سرخم تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون!

اگلے روز صبح ۱۱ بجے مرکز البدر، بونگہ بلوچاں میں آپ کی نمازِ جنازہ کی امامت مولانا عتیق اللہ عمر حفظہ اللہ نے کروائی۔ نمازِ جنازہ میں ملک بھر سے شیوخ اہلحدیث، علماے کرام، قراے عظام، دینی طلبہ اور دینی تنظیموں کے قائدین وکارکنان نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ جنازے میں ہر آنکھ اشکبار تھی اور آپ کی مغفرت وبلندئ درجات کے لئے دعاگو۔

دوسری بار آپ کی نمازِ جنازہ آپ کے آبائی گاؤں میر محمد میں ادا کی گئی۔ وہیں پر آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ کی نمازِ جنازہ کے دونوں مناظر تاریخی حیثیت کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دینی، تبلیغی اور ملی خدماتِ جلیلہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور آپ کو جنتِ فردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!